4

آدی واسی، دیکو اور سنہرے دور کا تصور

4824CH04

1895 میں جھارکھنڈ کے ضلع چھوٹا ناگپور میں ایک شخص جس کا نام بیرسا تھا جنگلوں اور دیہاتوں میں گھومتا ہوا پایا گیا۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ طلسماتی قوتوں کا حامل ہے۔ وہ تمام بیماریوں کا علاج کر سکتا ہے اور اناج کو کئی گنا بڑھا سکتا ہے۔ بیرسا نے اعلان کیا کہ مجھے خدا نے لوگوں کو تکلیفوں سے نجات دلانے اور دیکو (Dikus) یعنی بیرونی لوگوں کی غلامی سے آزاد کرانے پر متعین کیا ہے۔ جلد ہی لوگ بیرسا کے پیروکار بن گئے۔ وہ اسے بھگوان سمجھتے جو ان کے تمام مسائل حل کرنے کے لیے آیا تھا۔

بیرسا منڈاؤں کے ایک خاندان میں، جو چھوٹا ناگپور ضلع کا ایک قبیلہ ہے، پیدا ہوا تھا۔ لیکن اس کے پیروکار دوسرے علاقوں کے قبیلوں ــــ سنتھال اور اوراؤں سے بھی تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک انگریزی حکومت کے دوران ہونے والی تبدیلیوں اور پیش آنے والے مسائل سے ناخوش تھا۔ ان کا معروف طریقۂ زندگی تبدیل ہوتا جا رہا تھا، ان کی روزی خطرے میں تھی اور ان کے مذہب کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔

شکل 1 – اڑیسہ میں ڈونگریا کندھ قبیلے کی عورتیں بازار جانے کے لیے دریا پار کرتی ہوئیں

وہ کیا مسائل تھے جن کو حل کرنے کا بیرسا نے دعویٰ کیا؟ بیرونی لوگ کون تھے جن کو دیکو کا نام دیا گیا؟ اور کیسے انھوں نے علاقے کے لوگوں کو غلام بنایا؟ انگریزوں کی حکومت میں آدی واسیوں کے لیے کیا مسائل پیدا ہو رہے تھے؟ ان کی زندگیوں کا معمول کیسے تبدیل ہو رہا تھا؟ یہ اُن سوالات میں سے چند ہیں جن کے بارے میں آپ اس باب میں پڑھیں گے۔

آپ آدی واسی سماج کے بارے میں پچھلے سال پڑھ چکے ہیں۔ آدی واسیوں کے بہت سے قبیلوں کے رسم و رواج برہمنوں کے مرتب کیے

© NCERT not to be republished

ہوئے رسم ورواج سے مختلف تھے۔ یہ سماج ذات پات کی تفریق میں بھی مبتلا نہ تھا، جیسا کہ ذات پات پر مبنی سماج کی خصوصیت تھی۔ ایک قبیلہ کے سبھی افراد اپنے کو یکساں برادری کا فرد محسوس کرتے تھے۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ ان کے قبیلے کے اندر سماجی اور معاشی نا برابری کا وجود نہیں تھا۔

آدی واسیوں کے گروہ کیسے رہتے تھے؟

انیسویں صدی کے آتے آتے ہندوستان کے مختلف حصوں میں رہنے والے آدی واسی طرح طرح کے کاموں میں حصہ لینے لگے تھے۔

کچھ جھوم کاشت کاری کرتے تھے

ان میں سے کچھ جھوم کاشت کاری کرتے تھے یعنی کاشت کی جگہ تبدیل کرتے رہتے تھے (اسے گشتی کاشت کاری کہتے ہیں)۔ یہ کام ایک چھوٹے قطعہ زمین پر کیا جاتا تھا جو زیادہ تر جنگلوں میں ہوتا تھا۔ کسان درختوں کے بالائی حصوں کو کاٹ دیتے تھے تاکہ سورج کی روشنی زمین تک پہنچ سکے وہ زمین پر اُگی ہوئی گھاس پھوس کو جلا دیتے تاکہ وہ کھیتی کے لیے صاف ہو جائے۔ وہ راکھ کو زمین پر پھیلا دیتے تھے تاکہ اس میں موجود پوٹاش کھاد کا کام کرسکے۔ وہ درخت کاٹنے کے لیے کلہاڑی اور زمین کھرچنے کے لیے کھرپی استعمال کرتے تھے تاکہ وہ کاشت کے قابل ہو سکے۔ وہ بجائے ہل چلا کر بیج بونے کے، بیجوں کو ویسے ہی بکھیر دیتے تھے۔ ایک بار فصل تیار ہونے اور کٹ جانے کے بعد وہ دوسرے کھیت بناتے تھے۔ کھیت سے ایک بار فصل اگانے کے بعد وہ اسے کئی برس تک **فالو**(Fallow) کی حیثیت سے چھوڑ دیتے تھے۔

ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والے گشتی کاشت کار شمال مشرق اور وسطی ہندوستان کے پہاڑی اور جنگلاتی حصوں میں پائے جاتے تھے۔ ان آدی واسی باشندوں کی

فالو–فالو وہ کھیت جسے کچھ عرصہ تک بغیر بوئے ہوئے چھوڑ دیا گیا ہو تاکہ اس کی زرخیزی واپس آجائے۔
سال – ایک درخت ہے۔
مہوہ –ایک پھول جسے کھایا جاتا ہے اور جس سے شراب بھی بنائی جاتی ہے۔

شکل 2 – اڑیسہ میں ڈونگریا کندھ عورتیں پلیٹ بنانے کے لیے جنگل سے پنڈانوس کی پتیاں لے جاتی ہوئیں

© NCERT not to be republished

زندگی کا انحصار جنگل میں آزادانہ نقل وحرکت اور زمین اور جنگل کو قابل کاشت بنانے پر تھا۔ یہی ایک طریقہ تھا جسے وہ کھیتی کی منتقلی کے لیے استعمال کر سکتے تھے۔

شکاری اور اشیا چننے والے

بہت سے علاقوں میں آدی واسیوں کے گروپ شکار کرتے تھے یا جنگل کی اشیا چن کر کام چلاتے تھے۔ ان کے لیے جنگل زندگی بسر کرنے کا ایک خاص ذریعہ تھا۔ اڑیسہ میں ایسی ہی ایک برادری ''کھونڈوں'' کی تھی۔ یہ اجتماعی شکار کرتے تھے اور گوشت تقسیم کر لیا کرتے تھے۔ یہ جنگل سے پھل اور جڑیں جمع کرتے اور **سال** اور **مھوہ** کے بیج کے تیل سے کھانا پکاتے تھے۔ یہ بہت سی جنگلی جڑی بوٹیاں بطور دوا استعمال کرتے تھے اور جنگل کی دیگر بہت سی اشیا مقامی بازار میں فروخت کرتے تھے۔ مقامی بنکر اور چرم فروش جب کپڑا اور چمڑا رنگنے کے لیے رنگ کی ضرورت محسوس کرتے تو کُسم اور پلاش کے پھولوں کے لیے کھونڈ برادری کی طرف رجوع کرتے تھے۔

شکل 3 – ہندوستان کے کچھ قبائلی گروپ کی جغرافیائی نشان دھی

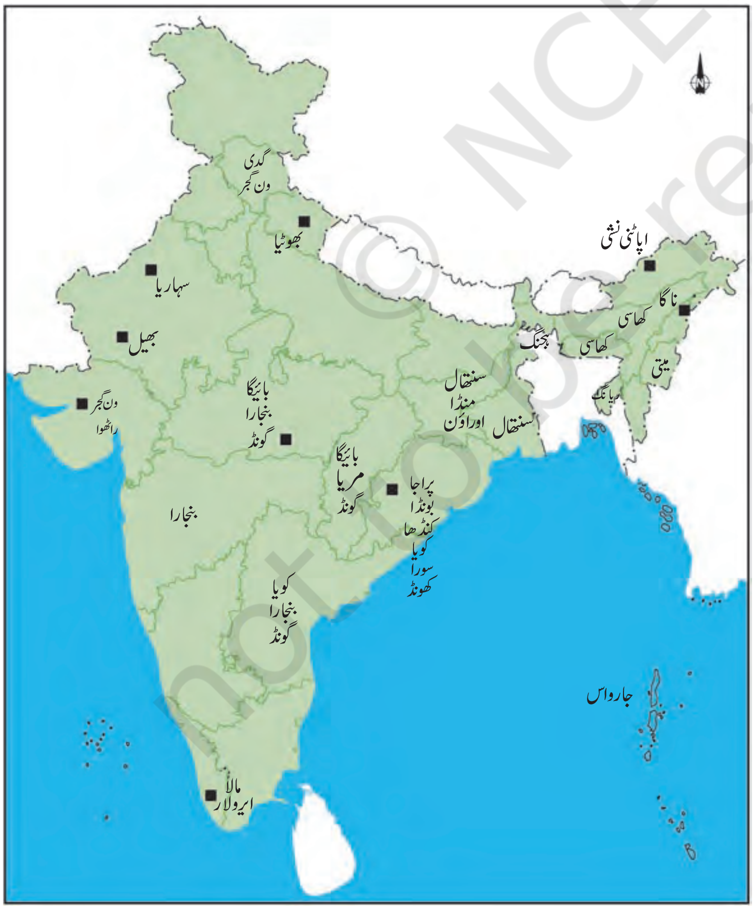

ان جنگلی باشندوں کو چاول اور دوسرے اناج کہاں سے ملتے تھے؟ ایک عرصے تک یہ جنگل کی اشیا اپنی ضروریات کے لیے تبادلے کے طور پر استعمال کرتے رہے۔ پھر کچھ عرصہ وہ اپنی محدود پس انداز رقم سے یہ اشیا خریدتے رہے۔ ان میں سے کچھ لوگ گاؤں میں متفرق کام کرتے رہے جیسے بوجھ ڈھونا، سڑک تعمیر کرنا یا کاشت کاروں اور کسانوں کے کھیتوں میں مزدوری کرنا۔ جب جنگل میں قابل فروخت اشیا کم ہو گئیں تو یہ لوگ بڑی تعداد میں کام کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے۔ لیکن وسطی ہندوستان کے ''بائیگا'' قبائل کی طرح ان میں بہت سے لوگ دوسروں کی مزدوری کرنے سے احتراز کرتے رہے۔ بائیگا اپنے کو جنگل کا باسی کہتے تھے جو صرف جنگل کی اشیا پر ہی گزر بسر کر سکتے تھے۔ مزدوری کرنا ان بائیگا لوگوں کی توہین تھی۔

ماخذ 1

شکار کا وقت، بیج بونے کا وقت، نئے کھیتوں میں منتقل ہونے کا وقت

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ مختلف سماجوں میں رہنے والے لوگ کام اور وقت کا یکساں احساس نہیں رکھتے؟ مختلف علاقوں میں کھیتیاں تبدیل کرنے اور شکار کرنے والوں کی زندگیاں کیلنڈر (جنتری) اور مردوں اور عورتوں کے درمیان کام کی تقسیم کے لحاظ سے منضبط ہوتی تھیں۔

برطانوی ماہر بشریات ویریئر ایلون 1930 اور 1940 کے درمیانی عرصے میں وسطی ہندوستان کے بائیگا اور کھونڈ قبائل کے درمیان کئی برسوں تک رہا۔ وہ ہمیں اس کیلنڈر اور تقسیم کار کی معلومات دیتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

چیت کے مہینے میں عورتیں صفائی کرنے اور ڈنٹھلوں کو جن کی فصل کاٹی جا چکی ہوتی، کاٹنے جاتی تھیں۔ مرد بڑے درختوں کو کاٹنے اور رسم کے مطابق شکار کرنے جاتے تھے۔ شکار بدر کامل (پورن ماشی) میں مشرق سے شروع ہوتا تھا۔ شکار میں بانس کے پنجرے استعمال کیے جاتے تھے۔ عورتیں پھل یا بیج جیسے ساگودانہ، املی اور کرمتا جمع کرتیں، بائیگا عورتیں صرف قند اور مہوا کے بیج ہی جمع کر پاتی تھیں۔ وسطی ہندوستان کے تمام آدی واسی قبائل میں بائیگا بہترین شکاری مانے جاتے تھے۔ بیسا کھ میں جنگل میں آگ لگائی جاتی تھی اور عورتیں بغیر جلی ہوئی لکڑیاں اکٹھا کرتی تھیں۔ مرد شکار کرنا جاری رکھتے تھے لیکن اپنے گاؤں کے نزدیک۔ جیٹھ کے مہینے میں بیج بوئے جاتے تھے لیکن شکار جاری رہتا تھا۔ اساڑھ سے بھادوں تک لوگ کھیتوں میں کام کرتے تھے۔ پھلیوں کی پہلی فصل کوار میں تیار ہوتی تھی اور کارتک کٹکی میں پک جاتی تھی۔ اگھن تک ہر فصل تیار ہو جاتی تھی اور پوس میں اُسانے (ڈنٹھلوں سے دانے الگ کرنے) کا کام ہوتا تھا۔ پوس کا زمانہ ناچ گانے اور شادیوں کا بھی ہوتا تھا۔ ماگھ میں نئے بیوار کی طرف ہجرت ہوتی تھی اور گزارے کے بنیادی کام شکار کرنا اور غذا اکٹھا کرنا، انجام دیے جاتے تھے۔

مذکورہ بالا بیان کردہ دور پہلے سال کا ہے۔ دوسرے سال میں شکار کے لیے زیادہ وقت ملتا تھا اور کچھ ہی فصلیں بوئی اور کاٹی جاتی تھیں۔ لیکن چونکہ غذائی ذخیرہ کافی ہوتا تھا اس لیے مرد بیواروں میں رہ لیتے تھے۔ تیسرے سال میں البتہ یہ ہوتا تھا کہ غذا کی کمی جنگلاتی پیداوار سے پوری کی جاتی تھی۔

ویریئر ایلون کی کتاب بائیگا (1939) اور ایلون کے غیر شائع شدہ 'کھونڈ پر نوٹس' (ویریئر ایلون پیپرس، نہرو میموریل میوزیم اینڈ لائبریری) سے اخذ کیا گیا

شکل 4 – ایک سنتھالی لڑکی جلانے کی لکڑی لے جاتی ہوئی، بہار، 1946

بچے اپنی ماؤں کے ساتھ جنگل کی پیداوار جمع کرنے جاتے تھے۔

سرگرمی

ان تمام کاموں پر بغور نظر ڈالیے جو بائیگا قبیلہ کے مرد اور عورتیں انجام دیتی تھیں۔ ان سے جتنے قسم کے کام متوقع تھے ان میں کیا فرق تھے؟

© NCERT not to be republished

آدی واسی گروپ کو اپنے علاقے میں نہ ملنے والی اشیا کی خرید و فروخت کرنی پڑتی تھی۔ تاجر اپنی اشیا کے ساتھ آتے اور انھیں اونچی قیمت پر فروخت کرتے تھے۔ مہاجن انھیں قرض دیتے تھے جسے وہ اپنی کمائی کی رقم میں ملا کر نقد رقم کی ضرورت کو پورا کرسکیں۔ لیکن اس قرض کا سود بالعموم بہت زیادہ ہوتا تھا۔ قبائلیوں کے لیے بازار اور تجارت کے معنی قرض اور غربت ہوا کرتے تھے۔ اس وجہ سے ان کے نزدیک مہاجن اور تاجر بیرونی لوگ تھے جو اُن کی پریشانیوں کے ذمہ دار تھے۔

کچھ لوگ مویشی پالتے تھے

کچھ قبائلی گروپ مویشی پالنے اور ان کی افزائش نسل کا کام کرتے تھے۔ موسموں کے مطابق یہ چراگاہوں کی تلاش میں اپنے ریوڑوں کے ساتھ جگہ تبدیل کرتے رہتے تھے۔ جب ایک جگہ کی گھاس ختم ہو جاتی تو وہ دوسری چراگاہ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے تھے۔ پنجاب کے پہاڑوں کے ''ون گوجر'' اور آندھرا پردیش کے ''لباڈی'' مویشی پالتے تھے۔ کلو کے ''گدی'' بھیڑیں پالتے تھے اور کشمیر کے ''بکروال'' بکریوں کی افزائش نسل کرتے تھے۔ آپ آئندہ سال ان لوگوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں گے۔

بیوار – مدھیہ پردیش میں کاشت کاری کے لیے انتقال آراضی کے لیے مستعمل ایک اصطلاح

کچھ لوگوں نے ایک ہی جگہ زراعت اختیار کرلی

انیسویں صدی کے قبل ہی سے ان قبائلیوں کے بہت سے گروپوں نے مستقل سکونت اختیار کرنی شروع کردی تھی اور یہ ہر سال بجائے نقل مکانی کے ایک ہی جگہ پر اپنی کھیتی کرنے لگے۔ انھوں نے ہل استعمال کرنا شروع کر دیا اور بتدریج انھیں زمین پر ملکیت کا حق حاصل ہو گیا۔ بہت سے معاملات میں جیسے کہ چھوٹا ناگپور کے منڈا قبائل ہیں، زمین اجتماعی طور سے پورے خاندان کی سمجھی جاتی تھی۔ خاندان کا ہر فرد یہاں پر اصلاً آباد ہونے اور زمین کو صاف کرنے والے کا وارث سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے ان میں ہر ایک کا زمین پر یکساں حق تھا۔ پھر خاندان میں کچھ لوگوں نے زیادہ قوت حاصل کرلی اور سربراہ بن گئے، بقیہ لوگ ان کے تابع ہو گئے۔ طاقتور لوگوں نے بجائے خود کاشت کرنے کے اکثر اپنی زمینوں کو کرایہ پر دینا شروع کر دیا۔

برطانوی اہل کاروں کے نزدیک گونڈ اور سنتھال جیسے سکونت پذیر قبیلے دوسرے شکاری اور مہاجر کاشت کاروں کے مقابلہ میں زیادہ مہذب تھے۔ جو لوگ جنگلوں کے باسی تھے وہ جنگلی اور وحشی کہلائے، انھیں مہذب بنانے اور مستقل مکانات فراہم کرنے کی ضرورت تھی۔

نوآبادیاتی نظام نے قبائلی زندگی پر کیا اثر ڈالا؟

انگریزی دور حکومت میں آدی واسیوں کی زندگی میں تبدیلی آئی۔ آیئے دیکھیں کہ یہ تبدیلیاں کیا تھیں۔

قبائلی سرداروں پر کیا گزری؟

انگریزوں کی آمد سے قبل بہت سے علاقوں میں قبائلی سرداروں کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ وہ کچھ معاشی برتری رکھتے تھے اور اپنے علاقوں کے انتظام میں بھی ان کا دخل تھا۔ بعض جگہوں پر ان کی اپنی پولیس ہوتی تھی اور وہ زمینوں اور جنگلات کے معاملات میں فیصلہ کن اختیار رکھتے تھے۔ انگریزوں کی آمد کے بعد قبائلی سرداروں کے اختیارات میں کافی تبدیلی آئی۔ انھیں گاؤں کے گروپ پر ملکیت اور زمینوں کو کرایہ پر دینے کا حق دیا گیا، لیکن زمین پر ان کے تنظیمی اختیار کو سلب کر کے ہندوستان میں برطانوی حکومت کے بنائے ہوئے قوانین کا تابع ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔ انھیں اب برطانوی حکومت کو نذرانہ ادا کرنا پڑتا تھا اور برطانوی حکومت کی طرف سے قبائلی گروپ کو قاعدے اور قانون کی پابندی بھی کرانی پڑتی تھی۔ انھیں اپنے آدمیوں پر پہلے جو اختیار حاصل تھا وہ انھوں نے کھو دیا اور روایتی کاموں کو انجام دینے کے قابل نہیں رہے۔

گشتی کاشت کاروں پر کیا گزری؟

انگریز ایسے گروہوں سے غیر مطمئن تھے جو خانہ بدوش تھے اور جن کا مستقل گھر نہیں تھا۔ وہ قبائل کے ایک جگہ بس جانے اور مستقل زراعتی زندگی اپنانے کے خواہش مند تھے۔ ایک جگہ مستقل بود و باش رکھنے والے کسانوں کو مہاجر لوگوں کے مقابلہ میں کسی انتظام کے تحت رکھنا آسان تھا۔ اس کے علاوہ انگریز اپنی مملکت کے لیے مالیہ کے کسی مستقل ذریعے کے

شکل 5 – شمال مشرق میں نشی قبائل کے ایک گاؤں میں لٹھوں سے بننے والا ایک زیر تعمیر مکان۔

جب لٹھوں سے مکانات بنائے جاتے تھے تو پورا گاؤں اس میں مدد کرتا تھا۔

© NCERT not to be republished

شکل 6 – گجرات کے ایک جنگل میں کاشت کرتی ہوئیں بھیل عورتیں

گشتی کاشتکاری کا عمل گجرات کے بہت سے جنگلاتی رقبہ میں جاری تھا۔ آپ اس تصویر میں کھیتی کے لیے درختوں کو کٹا اور زمین کو صاف دیکھ سکتے ہیں۔

خواہش مند تھے۔ اس لیے انھوں نے زمینوں کے بندوبست کا نظام رائج کیا۔ یعنی انھوں نے زمین کی پیائش کی۔ زمین کے تعلق سے ہر فرد کی ذمہ داری بتائی اور حکومت کو ادا کرنے کے لیے سالانہ مالیہ مقرر کر دیا۔ کچھ لوگوں کو زمیندار اور دوسروں کو مزارع قرار دیا گیا۔ جیسا کہ آپ باب 2 میں پڑھ چکے ہیں، مزارع زمیندار کو کرایہ ادا کرتا اور وہ بدلے میں حکومت کو لگان ادا کرتے تھے۔

جھوم کسانوں کو مستقل طور سے آباد کرنے کی انگریزوں کی کوشش زیادہ کامیاب نہیں ہوئی۔ ہل چلا کر مستقل طور سے کھیتی کرنا، ان علاقوں میں جہاں پانی کم اور زمین خشک تھی آسان نہیں تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جھوم کسان جنھوں نے ہل چلا کر کھیت جوتنا شروع کر دیا تھا۔ اکثر نقصان میں رہتے تھے کیوں کہ ان کی محنت اچھا پھل نہیں لاتی تھی۔ اس لیے شمال مشرقی علاقہ کے جھوم کسانوں نے اپنے روایتی طریق زراعت ہی پر اصرار کیا۔ ایک وسیع احتجاج کا سامنا کرتے ہوئے انگریزوں کو بالآخر انھیں جنگل کے کچھ حصوں میں زراعتی مقام کی تبدیلی کی اجازت دینی پڑی۔

شکل 7 – آندھرا پردیش کے ایک دھان کے کھیت میں کام کرتے ہوئے آدی واسی مزدور۔
میدانی علاقوں اور جنگلاتی علاقوں میں چاول کی کاشت کا فرق نوٹ کیجیے۔

© NCERT not to be republished

جنگلات کے قوانین اور ان کے اثرات

جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں قبائلیوں کی زندگی جنگلوں ہی سے وابستہ تھی اس لیے جنگلات کے قوانین میں تبدیلی نے قبائلی گروہوں کو خاصہ متاثر کیا۔ انگریزوں نے اپنی حکومت جنگلات تک وسیع کر دی اور جنگلات کو سرکاری زمین قرار دے دیا کچھ جنگلات کو خصوصی درجہ دیا گیا۔ کیوں کہ وہاں عمارتی لکڑی کے درخت تھے جن کی انگریزوں کو ضرورت تھی۔ ان علاقوں میں عام آدمیوں کو آزادانہ آنے جانے کی اجازت نہیں تھی نہ ہی انھیں جھوم طرز کی کھیتی کرنے، پھل اکٹھا کرنے یا جانوروں کا شکار کرنے کی آزادی تھی۔ ان نامساعد حالات میں جھوم کاشت کار کیسے زندہ رہ سکتے تھے؟ ان میں سے بہت سے دوسرے علاقوں میں مزدوری اور روزی حاصل کرنے کے لیے ہجرت کر گئے۔

سلیپر۔ لکڑی کے سیدھے کٹے ہوئے موٹے تختے جن پر ریل کی پٹریاں بچھائی جاتی ہیں۔

ماخذ 2

''انگریزوں کی اس سرزمین پر جینا کس قدر مشکل ہے''

1930 میں ویریئر ایلون نے وسطی ہندوستان کے ایک آدی واسی گروپ بائیگا کے علاقے میں گیا۔ وہ ان کے رسم و رواج، طور طریقے، کام، فنون لطیفہ اور روایتیں وغیرہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننا چاہتا تھا۔ اس نے بہت سے گیت ریکارڈ کیے جن میں برطانوی دور حکومت میں بائیگاؤں کی مشکلات کا نوحہ تھا۔ ایک نوحہ یہ ہے۔

انگریزوں کی اس سرزمین میں زندگی کتنی دشوار ہے
کتنا مشکل ہے جینا
گاؤں میں زمیندار کا ڈیرا ہے
دروازہ پر کوتوار (کوتوال) بیٹھا ہے
باغ میں پٹواری کی نشست ہے
اور کھیت پر حکومت کی حکمرانی ہے
انگریزوں کی اس سرزمین میں زندگی کس قدر دشوار ہے
جانوروں کا ٹیکس ادا کرنے کے لیے ہم اپنی گائے فروخت کر دیتے ہیں
جنگل کا ٹیکس ادا کرنے کے لیے ہمیں اپنی بھینس فروخت کرنی پڑتی ہے
زمین کا ٹیکس ادا کرنے کے لیے ہم اپنے بیل بیچ دیتے ہیں
اب ہمیں غذا کون دے گا؟
انگریزوں کی اس سرزمین میں

ویریئر ایلون اور شام رائو ہیوالے کی تصنیف 'مائیکال کے گیت' صفحہ 316 سے ماخوذ

© NCERT not to be republished

لیکن ایک مرتبہ جب انگریزوں نے قبائلی گروہوں کو جنگلوں میں رہنے سے روک دیا تو خود ان کے لیے مسائل پیدا ہو گئے۔ محکمۂ جنگلات اب لکڑی کاٹنے، سلیپر بنانے اور انھیں دوسری جگہ بھیجنے کے لیے مزدور کہاں سے پاتا؟

شکل 8 – گودارا عورتیں بُنائی کرتی ہوئیں

نوآبادیاتی اہل کاروں نے ایک حل پیش کیا۔ انھوں نے جھوم کسانوں کو جنگلوں میں ایک مختصر قطعۂ آراضی اور اس پر کاشت کرنے کی اجازت دینے کا اس شرط پر فیصلہ کیا کہ گاؤں کے رہنے والے محکمۂ زراعت کو مزدور فراہم کریں گے اور جنگلات کی نگرانی بھی کریں گے۔ اس طرح محکمۂ جنگلات نے سستے مزدوروں کی دریافت کے لیے جنگلاتی گاؤں کو وجود بخشا۔

بہت سے آدی واسی قبیلوں نے نوآبادیاتی جنگلات کے قانون کے خلاف اپنا ردعمل ظاہر کیا۔ انھوں نے نئے قوانین کی خلاف ورزی کی۔ غیر قانونی قرار دیے گئے طریقوں پر کاربند رہے اور کبھی کبھی کھلی بغاوت پر بھی اتر آئے۔ 1906 میں آسام کی سون گرام سنگما کی شورش اور 1930 کی دہائی میں مرکزی صوبہ جات میں جنگل ستیہ گرہ اسی کی مثال تھیں۔

تجارت کا مسئلہ

انیسویں صدی عیسوی میں آدی واسی قبیلوں نے دیکھا کہ تاجر اور مہاجن اب جنگلوں کا چکر زیادہ لگانے لگے ہیں تاکہ جنگلاتی اشیا کی خریداری کر سکیں، نقد رقم قرض پر دے سکیں اور انھیں مزدوری کرنے پر آمادہ کر سکیں۔ آدی واسی قبائل کو ان حالات کے نتائج کو سمجھنے میں کچھ وقت لگا۔

شکل 9 – ایک ہاجانگ عورت چٹائی بُنتی ہوئی

عورتیں گھریلو استعمال کی چیزیں گھروں ہی میں نہیں تیار کرتی تھیں بلکہ کھیتوں اور کارخانوں میں بھی تیار کرتی تھی جہاں وہ اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے جاتی تھیں۔

آیئے ہم ریشم کی پیداوار کو دیکھیں۔ اٹھارہویں صدی میں یورپ کے بازاروں میں ہندوستانی ریشم کی زبردست مانگ تھی۔ اس اعلیٰ قسم کے ہندوستانی ریشم کی وہاں بہت زیادہ قیمت تھی اور جلد ہی اس کی ہندوستان سے برآمد میں زبردست اضافہ ہو گیا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے اہل کاروں نے اس بڑھتی ہوئی مانگ کے مدنظر ریشم کی پیداوار کو بڑھانے کی حوصلہ افزائی کی۔

موجودہ جھارکھنڈ کا ایک ضلع ہزاری باغ وہ علاقہ تھا جہاں سنتھالی ریشم کے کیڑے پالتے تھے۔ ریشم کے تاجر اپنے ایجنٹوں کو ان علاقوں میں بھیجتے تھے جو ان قبائلیوں کو قرض دیتے تھے اور ریشم کے کوئے حاصل کرتے تھے۔ کیڑے پالنے والوں کو ایک ہزار کویوں کے لیے تین سے چار روپے دیے جاتے تھے۔ یہاں سے یہ بردوان یا گیا بھیج دیے جاتے تھے جہاں وہ پانچ گنی قیمت پر فروخت ہوتے تھے۔ یہ درمیانی لوگ ریشم پیدا کرنے والوں اور اسے برآمد کرنے والوں سے زبردست نفع کماتے تھے۔ ریشم پیدا کرنے والوں کو بہت ہی کم محنتانہ ملتا تھا۔ ممکن ہے کہ ان آدی واسیوں نے بازار دیکھ لیا ہوگا اور درمیانی تاجروں کو وہ اپنا دشمن سمجھنے لگے ہوں گے۔

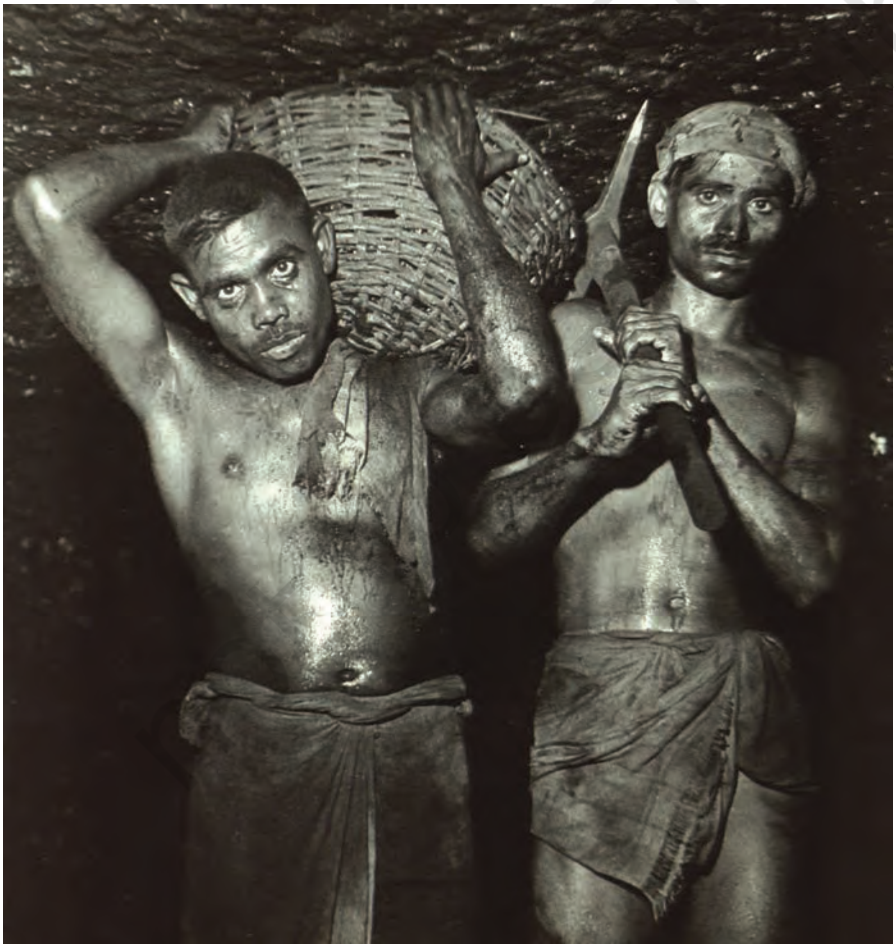

شکل 10 – بہار میں کوئلے کی کان میں کام کرنے والے مزدور، 1948

1920 میں جھریا اور رانی گنج کے کوئلے کی کانوں میں کام کرنے والے 50 فیصد مزدور آدی واسی تھے۔ تاریک اور دم گھٹا دینے والی گہری کانیں صرف کمر توڑ ہی نہیں بلکہ اکثر جان لیوا بھی ثابت ہوتی تھیں۔ 1920 کی دہائی میں ہندوستان کی کوئلے کی کانوں میں مرنے والوں کی تعداد سالانہ دو ہزار سے زیادہ تھی۔

کام کی تلاش

کام کی تلاش میں اپنے گھروں سے دور جانے والے قبائلیوں کی حالت اور خراب تھی۔ انیسویں صدی کے آخر تک چائے کی کاشت میں اضافہ ہوتا گیا اور کان کنی بھی صنعت میں تبدیل ہوگئی۔ آدی واسیوں کو آسام کے چائے کے باغات اور جھارکھنڈ کے کوئلے کی کانوں میں کام پر لگایا گیا۔ انھیں ٹھیکہ داروں کے ذریعہ بھرتی کیا جاتا تھا جو نہایت ہی حقیر تنخواہ دیتے تھے اور انھیں گھروں کو لوٹ جانے سے بھی روکتے تھے۔

قریبی مشاہدہ

انیسویں اور بیسویں صدی کے درمیان ملک کے مختلف قبائلی گروہوں نے قوانین میں تبدیلی، رسم ورواج پر پابندی، نئے ٹیکسوں کے نفاذ اور تاجروں اور مہاجنوں کے استحصال کے خلاف بغاوت کی۔ کول آدی واسیوں نے 31-1830 میں اس کی ابتدا کی۔ 1855 میں سنتھال بغاوت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وسطی ہندوستان میں بستر کے باغیوں نے 1910 میں کمان سنبھالی اور 1940 میں مہاراشٹر میں وری بغاوت ہوئی۔ بیرسا کی قیادت والی تحریک بھی ایسی ہی ایک بغاوت تھی۔

بیرسا منڈا

بیرسا انیسویں صدی کی آٹھویں دہائی میں پیدا ہوا۔ وہ ایک غریب باپ کا بیٹا تھا جو بوہنڈا کے جنگلوں میں بھیڑیں چراتے، بانسری بجاتے اور مقامی اکھاڑوں میں رقص کرتے ہوئے پروان چڑھا۔ غربت کی وجہ سے اس کا باپ کام کی تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ بھٹکتا رہتا تھا۔ نوجوانی کے زمانہ میں وہ ماضی میں ہوئے منڈاؤں کی سرکشی کے بارے میں سنتا اور اپنے قبیلے کے سرداروں کو انقلاب کی تحریک دیتے ہوئے دیکھتا تھا۔ وہ اس سنہرے زمانے کو یاد کرتے تھے جب منڈا قبائل ڈیکوں کے دباؤ سے آزاد تھے، اور وہ اس زمانے کا تصور کرتے تھے جب ان کے قبیلے کے موروثی حقوق انھیں پھر حاصل ہو جائیں گے۔ وہ اپنے کو علاقے کے اصل باشندوں کا وارث خیال کرتے ہوئے آزادی کے لیے لڑ رہے تھے اور اپنی حکومت کو دوبارہ حاصل کرنے کی لوگوں کو تحریک دے رہے تھے۔

بیرسا مقامی مشنری اسکول جاتا اور مشنریوں کے وعظ سنتا۔ وہاں بھی اس نے وہی سنا

سرگرمی

پتہ لگائیے کہ کیا اب کانوں میں کام کرنے والوں کی حالت میں کوئی تبدیلی آئی ہے۔ معلوم کیجیے کہ ہر سال کانوں میں کتنے مزدوروں کی موت ہوتی ہے، اور اس کے کیا اسباب ہیں۔

ماخذ 3

'خون میرے کندھوں سے رستا رہا'

منڈا کے گیتوں سے ان کی بے پناہ تکالیف کا اظہار ہوتا تھا۔

افسوس ! یہ حقیر جبری بیگاری
خون میرے کندھوں سے رس رہا ہے
دن اور رات زمیندار کا کارندہ مجھے
غصہ دلاتا اور چڑچڑاہٹ میں مبتلا کرتا ہے،
دن اور رات میں کراہتا رہتا ہوں
افسوس! یہ میری حالت
میرا کوئی گھر بھی نہیں جہاں مجھے خوشی حاصل ہو
افسوس!

کے۔ ایس۔ سنگھ کی تصنیف بیرسا منڈا اور اس کی تحریک، صفحہ 12

© NCERT not to be republished

کہ منڈاؤں کے لیے آسمانی بادشاہت اور اپنے کھوئے ہوئے حقوق حاصل کرنا ممکن ہے، لیکن یہ اسی وقت ممکن ہوگا جب وہ برے کام کرنا چھوڑ دیں اور اچھے عیسائی بن جائیں۔ اس کے بعد بیرسا نے کچھ وقت ایک ویشنوی مبلغ کے ساتھ گزارا۔ اس نے جنیو پہنا اور طہارت اور تقدس کی اہمیت کو سمجھنا شروع کر دیا۔

ویشنو – وشنو کی پوجا کرنے والا

آنے والے برسوں میں بیرسا ان بہت سے خیالات سے متاثر ہوا جن سے اس کا سابقہ پڑا۔ اس کی تحریک قبائلی سماج کی اصلاح کی تحریک تھی۔ اس نے منڈا قبائلیوں پر زور دیا کہ وہ شراب پینا چھوڑ دیں، گاؤں کو صاف ستھرا رکھیں، جادو پر اعتقاد ختم کر دیں اور سفلی اعمال کرنا ترک کر دیں۔ لیکن ہمیں اپنے ذہنوں میں یہ بات بھی رکھنی چاہیے کہ بیرسا عیسائی مشنریوں اور ہندو زمینداروں کے خلاف بھی ہو گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ یہ بیرونی طاقتیں منڈاؤں کی طرز زندگی برباد کر رہی ہیں۔

1895 میں بیرسا نے اپنے پیروؤں پر زور دیا کہ وہ اپنے شاندار ماضی کو واپس لے آئیں۔ وہ ماضی کے ایک ایسے سنہرے دور کی بات کرتا تھا جو ستیہ یگ (سچائی کا دور) تھا، اور جب منڈا اچھی زندگی بسر کرتے تھے، ندیوں پر گھاٹ بناتے تھے۔ قدرتی چشموں سے فائدہ اٹھاتے تھے، درخت اگاتے اور پھولوں کی کیاریاں تیار کرتے تھے اور زندگی گزارنے کے لیے کھیتیاں کرتے تھے۔ وہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں کو ہلاک نہیں کرتے تھے۔ وہ ایمانداری سے زندگی گذارتے تھے بیرسا یہ بھی چاہتا تھا کہ لوگ پھر اپنی زمینوں پر کام کریں، ایک جگہ بسیں اور اپنے کھیتوں میں کام کریں۔

برطانوی اہل کاروں کو جس چیز نے پریشانی میں ڈال رکھا تھا وہ بیرسا کی سیاسی تحریک تھی۔ یہ تحریک عیسائی مبلغین، مہاجنوں، ہندو زمینداروں اور حکومت کو وہاں سے نکال دینا اور بیرسا کی سرداری میں ایک مُنڈا راج قائم کرنا چاہتی تھی۔ یہ تحریک اپنی تمام پریشانیوں اور دکھوں کا سبب انھیں طاقتوں کو سمجھتی تھی۔ انگریزوں کا زمینی بندوبست ان کے روایتی زمینی نظام کو برباد کر رہا تھا۔ ہندو زمیندار اور ساہوکار ان کی زمینیں ہڑپ رہے تھے اور عیسائی مبلغین ان کے روایتی تہذیب پر تنقید کر رہے تھے۔

یہ تحریک جیسے ہی عام ہوئی برطانوی اہل کاروں نے فوراً اس پر روک لگانے کا فیصلہ

© NCERT not to be republished

کیا۔انھوں نے 1895 میں بیرسا کو گرفتار کرلیا اور فساد کا الزام لگا کر اسے دو سال کے لیے جیل میں ڈال دیا۔

جب 1897 میں بیرسا رہا ہوا تو اس نے عوامی تائید حاصل کرنے کے لیے گاؤں میں گشت کرنا شروع کر دیا۔ وہ لوگوں کو ابھارنے کے لیے روایتی علامات اور زبان استعمال کرتا اور زور دیتا کہ وہ راون (دیکو اور یورُپین) کو تباہ کر دیں اور اس کی سربراہی میں ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالیں۔ بیرسا کے ماننے والوں نے دیکو اور یوروپی طاقتوں کی علامات کو نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ انھوں نے پولیس تھانوں اور گرجا گھروں پر حملے کیے اور ساہوکاروں اور زمینداروں کی جائدادوں کو تباہ کرنا شروع کر دیا۔انھوں نے بیرسا راج قائم کرنے کے لیے سفید پرچم بلند کیا۔

1900 میں بیرسا کی ہیضے میں موت ہوجانے سے یہ تحریک دم توڑ گئی۔لیکن اس نے اپنے اثرات دوطرح سے چھوڑے ایک یہ کہ اس نے نوآبادیاتی حکومت کو ایسے قوانین بنانے پر مجبور کر دیا جس سے دیکو آدی واسیوں کی زمینیں آسانی سے ہڑپ نہ سکیں۔ دوسرے یہ کہ اس نے قبائلیوں کی طاقت بھی ظاہر کردی کہ وہ ناانصافیوں کے خلاف احتجاج اور سامراجی حکومت کے خلاف ناراضگی کا اظہار کر سکتے ہیں۔ یہ کام انھوں نے خالصتاً اپنے طور پر انجام دیا انھوں نے جدوجہد کے لیے اپنے رسوم اور اپنی ہی علامات استعمال کیں۔

دوہرائیے

1۔ خالی جگہوں کو پر کیجیے :

(a) انگریز قبائلی لوگوں کو ____________ کہتے تھے۔

(b) جھوم طریقہ کاشت میں بیج ڈالنے کو ____________ کہا جاتا تھا۔

(c) برطانیہ کے زمینی بندوبست میں وسطی ہندوستان کے قبائلی سرداروں کو ________ خطاب دیا گیا تھا۔

(d) آدی واسی آسام میں ____________ میں اور بہار میں ____________ کام کرنے گئے تھے۔

دوسری جگہوں پر

ہمیں نقدی کی ضرورت کیوں پڑتی ہے!

قبائلی اور دوسرے سماجی گروپ بازار کے لیے اشیا کیوں نہیں تیار کرنا چاہتے تھے اس کے کئی اسباب ہیں۔ پاپوانیوگنی کے قبائلیوں کا یہ گیت ہمیں یہ بتاتا ہے کہ قبائلی مارکیٹ کو کس نظر سے دیکھتے تھے۔

ہم کہتے ہیں کہ نقدی غیر اطمینان بخش پت جھڑ ہے؛
یہ بارش کو نہیں روکے گی
اور یہ میرے لیے تکلیف دہ ہے
پھر میں کیوں اپنی صلاحیتوں کو کام میں لاؤں
ناریل کے درختوں سے
ان سرکاری کیڑوں مکوڑوں کے لیے
نقدی پیدا کرنا تو بہت ہی اچھا ہے
بشرطہ کہ بیچنے کے لیے آپ کے پاس کچھ ہو
لیکن محترم یہ بتلائیے کہ
اگر خریدنے کے لیے کچھ نہ ہو؛
تو پریشانی اٹھانے کا فائدہ؟

کوہن، کلارک اور ہاسویل کی مرتبہ اکانومی آف سبسیسٹینس ایگری کلچر، (1970) سے ایک گیت کا کچھ حصہ

© NCERT not to be republished

آئیے تصور کریں

تصور کیجیے کہ آپ انیسویں صدی کے ایک جنگل میں گاؤں کے جھوم کاشت کار ہیں۔ اچانک آپ کو اطلاع دی گئی کہ یہ زمین جہاں آپ پیدا ہوئے تھے، اب آپ کی نہیں ہے۔ برطانوی اہل کاروں کی ایک میٹنگ میں آپ درپیش مسائل کی وضاحت کر رہے ہیں۔ آپ کیا کہیں گے؟

2۔ بتائیے کہ صحیح ہے یا غلط۔

(a) جھوم کاشت کار زمین پر ہل چلاتے اور بیج بوتے تھے۔

(b) تاجر سنتھالیوں سے ریشم کے کوئے خریدتے تھے اور پانچ گنا زیادہ قیمت پر بیچتے تھے۔

(c) بیرسا نے اپنے پیروؤں سے کہا کہ خود کو پاک صاف رکھو، شراب نہ پیو اور جادوٹونے پر یقین نہ کرو۔

(d) برطانوی قبائلی طریقۂ زندگی کو برقرار رکھنا چاہتے تھے۔

گفتگو کیجیے

3۔ گشتی کاشت کاروں کو برطانوی حکومت میں کیا مشکلات پیش آتی تھیں؟

4۔ نوآبادیاتی حکومت میں قبائلی سرداروں کے اختیارات میں کیا تبدیلی آئی؟

5۔ دیکوؤں کے خلاف قبائلیوں کے غم وغصہ کے کیا اسباب تھے؟

6۔ بیرسا کا سنہرے عہد کے بارے میں کیا تصور تھا؟ آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ تصور علاقوں کے لوگوں کو کیوں متاثر کرتا تھا؟

کر کے دیکھیے

7۔ اپنے والدین، دوستوں اور اساتذہ سے بیسویں صدی کے دوسرے قبائل کے پیروؤں کے بارے میں دریافت کیجیے۔ ان کی کہانی اپنے الفاظ میں لکھیے۔

8۔ ہندوستان میں بسنے والے آج کے کسی ایک آدی واسی گروپ کی طرز زندگی کو چن لیجیے اور بتائیے کہ پچھلے پچاس سالوں میں ان کی زندگیوں میں کیا تبدیلیاں آئیں۔

© NCERT not to be republished